وسیلہ کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا انبیاء، اولیاء اور شہدا و صالحین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنا اور دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل: محمد صادق الاسلام، راج محل، ضلع صاحب گنج

الجواب بعون الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت بلکہ اہل اسلام کے نزدیک انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو وسیلہ بنانا جائز ہے نا یہ کہ صرف جائز ہے بلکہ قبولیت دعا کا ضامن ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" (ترجمہ:) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۳۵)

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں مفسر علیہ الرحمہ نے وسیلہ کا یہ معنی لکھا ہے کہ "والوسیلۃ ھی التی یتوصل بھا الی تحصیل المقصود" اپنے مقصود ومطلوب کو حاصل کرنے کے لئے جو ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے اسے وسیلہ کہتے ہیں۔

علامہ ابن اثیر جزری نے وسیلہ کا یہ معنی لکھا ہے: "الوسیلۃ ھی فی الاصل ما یتوصل بہ الی الشئ ویتقرب بہ" (النہایۃ فی غریب الاثر، ج ۵ ص ۴۰۲) کہ وسیلہ دراصل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی چیز کی طرف پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔

تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ آیت میں اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا مراد ہے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے: "قال قتادۃ: ای تقربوا الیہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ" حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرو اس کی اطاعت کے ذریعہ اور اس عمل کے ذریعہ جو اسے پسند ہے۔ جب یہ بات متحقق ہے کہ اعمال صالحہ تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے تو جو اعمال صالحہ کا مصدر اور سرچشمہ ہے یعنی ذات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہ بدرجۂ اولیٰ اللہ تک پہنچنے کا سب سے اعلیٰ واکمل ذریعہ ہے۔

علمائے کرام نے توسل کی تین قسمیں بیان کی ہیں: (۱) توسل بالدعاء (۲) توسل بالاعمال (۳) توسل بالذات۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ تینوں جائز ہیں۔ بعض حضرات نے توسل بالذات کو حرام اور شرک کہا ہے جیسا کہ اہل حدیث۔ یہ ان کی غلط فہمی یا کم علمی یا گمراہی ہے اس لئے توسل بالذات قرآن وحدیث کی نص صریح سے ثابت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔" (سورۂ بقرہ، آیت: ۸۹)

(ترجمہ:)اور یہود اس سے پہلے (اس نبی کے وسیلہ سے) کافروں پر فتح کی دعا مانگتے تھے۔اور بخاری شریف کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام بھی توسل بالذات کو صحیح سمجھتے تھے۔ملاحظہ ہو یہ حدیث:"عن انس رضی الله عنه أن عمر بن الخطاب كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب فقال: "اللهم إنا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا، وإنا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا" قال: فيسقون۔"(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۱۰)(ترجمہ:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا فرماتے اور یوں کہتے، اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا کے وسیلے سے تجھ سے مانگتے ہیں، تو ہمیں سیراب کر۔راوی فرماتے ہیں کہ لوگ سیراب کئے جاتے (یعنی بارش ہو جاتی)۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ توسل بالذات نہ یہ کہ صرف جائز ہے بلکہ صحابہ کرام کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعاء کیا کرتے تھے۔اور کبھی کبھی آپ کے محترم چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بھی دعا مانگتے تھے۔اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کا عقیدہ و معمول بھی سمجھا دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ اولیاء صالحین کا توسل بھی رحمت و برکت کا باعث ہے، جو لوگ توسل کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں اس حدیث سے بعد از وفات توسل کہاں ثابت ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صراحت کے ساتھ بعد از وفات توسل کے جائز ہونے کی دلیل ہے کیوں کہ حدیث کے لفظ ہیں، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے، یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں فرما رہے ہیں جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی وفات کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے صحابہ کرام دعا فرمایا کرتے تھے۔اگر اس بات پر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔یہ حدیث (المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۸۳ من اسمہ طاہر کی) ہے اس حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس کسی کام کے لئے گیا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی مصروفیت کی بنا پر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، اس شخص کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے اپنی پریشانی بتائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنے مقصد کے حاصل نہ ہونے کی ان سے شکایت کی تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو وضو خانہ جا کر وضو کر پھر مسجد جا کر دوگانہ نماز ادا کر اور یہ دعا کر،"اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة"(ترجمہ:)اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوں جو نبی رحمت ہیں تو میری دعا قبول فرما۔اس حدیث سے

صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ بعد وفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا یہ صحابہ کرام کی سنت وطریقہ تھا بلکہ وہ ایک دوسرے کو اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ میں توسل کے جواز پر فقہائے احناف کا موقف بیان کر کے اپنا مضمون مکمل کرتا ہوں کہ ہمارے فقہائے کرام کا بھی توسل کے بارے میں یہی عقیدہ تھا کہ توسل حیات اور بعد ممات دونوں حالتوں میں جائز ہے، ملاحظہ ہو: ''فتح القدیر، ج ۳ ص ۱۶۹، کتاب الحج المقصد الثالث فی زیارۃ قبر النبیؐ''۔ ''ثم یسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشفاعۃ فیقول یارسول اللہ اسألك الشفاعۃ یا رسول اللہ اسألك الشفاعۃ واتوسل بك الی اللہ فی ان اموت مسلماً عن ملتك وسنتك ثم ینصرف متباکیا متحسرا علی فراق الحضرۃ الشریفۃ النبویۃ والقرب منها۔'' (ترجمہ:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرے اور یہ کہے: یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حضور بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں مروں اور آپ کی سنتوں پر عامل ہو کر اس دنیا سے جاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرقت وجدائی پر روتا ہوا اور غم کھاتا ہوا واپس ہو۔

علامہ قسطلانی شافعی نے اپنی کتاب (مواہب اللدنیہ، ج ۳ ص ۷، ۱۴۱ الفصل الثانی فی زیارۃ قبر الشریف) میں لکھا ہے کہ ''وینبغی للزائر ان یکثر من الدعاء والتضرع والاستغاثۃ والتشفع والتوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (ترجمہ:) زائر کو چاہئے کہ بہت کثرت سے دعا مانگے، گڑگڑائے، مدد چاہے، شفاعت کی دعا کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑے۔

فقہائے احناف وشوافع کی تحریر کردہ عبارتوں سے توسل بالذات کا مسئلہ بالکل واضح ہے تمام علمائے اہل سنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ کو وسیلہ بنانا جائز اور مستحسن ہے بلکہ دعا کا طریقہ ہی یہی ہے کہ نہ یہ کہ صرف اپنے اعمال حسنہ کو وسیلہ بنایا جائے بلکہ ساتھ ہی ساتھ انبیاء کرام خصوصاً نبی آخرالزماں سید انس وجاں اور آپ کے بارگاہ کے مقبول و محبوب ترین ہستیاں مثلاً صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہمیشہ اپنی دعاء میں وسیلہ بنانا چاہئے کیوں کہ ہمارے نیک اعمال کی ادائیگی میں کمی کوتاہی رہ سکتی ہے لیکن ان بزرگان دین کا خدا کی بارگاہ میں مقبول ہونا قطعی ویقینی ہے اور ان کا توسل بارگاہ خداوندی میں قابل قبول، انشاءاللہ مولیٰ تعالیٰ۔

۞۞۞